نماز

جناب عبد الرشید عراقی صاحب

(۳)

قیامت کے روز پہلا سوال نماز کے بارے میں ہوگا

قیامت کے روز نماز ہی انسانی اعمال کا معیار و میزان ہوگی۔ اگر نماز صحیح ٹھہری تو نجات ہے اگر نہیں تو پھر سراسر نقصان ہی نقصان۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز بندے کا سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ اور اگر نماز صحیح ٹھہری تو فلاح و نجات پا جائے گا۔ اگر نماز خراب نکلی تو تباہ اور خسارہ پانے والوں میں ہو جائے گا۔ اگر فرض نماز میں کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ میرے بندے کی نفلی نمازوں کو دیکھو اور فرائض میں جو کمی رہ گئی ہو، وہ نوافل سے پوری کرو۔ پھر اس کے باقی اعمال کا فیصلہ بھی اسی اصول پر کیا جائے گا"[1]

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اوّلیں پرسشِ نماز بود

[1] جامع ترمذی جلد ۱ ص ۵۵

نماز جس طرح آخرت میں فلاح و کامیابی کا ذریعہ ہے اور جس طرح ہماری انفرادی زندگیوں کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح جسمِ ملت میں اجتماعیت کی روح پھونکنے اور اُمتِ اسلامیہ کے متفرق موتیوں کو ایک لڑی میں منسلک کرنے کا نسخہ بھی یہی نماز ہے۔

جماعت اور اس کی اہمیت و فضیلت فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا حکم ہے۔ اور اسلام میں نماز کا مزاج اور اس کی صحیح شکل اسی میں ہے۔

وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ[1]

"رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ اس پر اس طرح مداومت کرتے تھے کہ گویا وہ بھی نماز کا جز اور نماز کے اندر داخل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ:

"جس کی خواہش ہو کہ کل (قیامت کے روز) وہ اللہ سے مسلمان ہونے کی حالت میں ملے۔ اسے چاہیے کہ ان نمازوں کو پابندی سے وہاں مسجد میں جماعت سے ادا کرے، جہاں سے ان نمازیوں کے لیے ندا یعنی اذان دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبیؐ کے لیے ہدایت کے طریقے مقرر کیے ہیں۔ اور یہ نمازیں ان ہدایت کے طریقوں ہی میں سے ہیں۔ اور اگر تم اس جماعت سے پیچھے رہ جانے والے کی طرح ہو جو گھر میں نماز پڑھتا ہے۔ گھروں میں نماز پڑھو گے تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑو گے، اور اگر تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو شخص بھی اچھا وضو کر کے ان مساجد میں سے کسی مسجد کی طرف جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے اس کی ایک نیکی لکھتا ہے، ایک درجہ بڑھاتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا ہے اور

[1] البقرہ - ۴۳

ہم (صحابہؓ) دیکھتے تھے کہ نماز باجماعت سے غیر حاضر صرف ایسے ہی اشخاص ہوتے تھے، جن کا نفاق معلوم اور مسلّم ہوتا تھا۔ اور یہ حالت بھی ہم نے دیکھی تھی کہ ایک شخص (بیماری کی وجہ سے) دو آدمیوں کے درمیان میں گھسٹتا ہوا لایا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ صف کے درمیان کھڑا کر دیا جاتا ہے۔[۱]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جماعت چھوڑنے والے پر سخت نکیر فرماتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو بعض نمازوں میں نہ پایا۔ تو فرمایا کہ میرے جی میں آتا ہے کہ کسی شخص کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دوں۔ پھر خود ان لوگوں کی تلاش کروں جو جماعت کے نماز سے بیٹھے رہتے ہیں۔ (یعنی نماز میں نہیں آتے) پھر حکم کروں کہ لکڑیوں کے گٹھوں سے ان کے گھر جلا دیئے جائیں اور اگر ان میں سے کسی کو یہ معلوم ہو کہ اُسے چکنی چرب ہڈی (جیسی حقیر چیز بھی ملتی تو دنیاوی فائدے کی لالچ کی وجہ سے) ضرور (عشاء) کی نماز میں آتا۔[۲]

قرن اول میں ترکِ نماز بہت بڑا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ) نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ایک فتویٰ جامع ترمذی میں نقل کیا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ترکِ جماعت بہت بڑا گناہ ہے۔

قال مجاهد وسئل ابن عباس عن رجل يصوم النهار ويقوم الليل لا يشهد جمعة ولا جماعة فقال هو فى النار۔[۳]

"مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ سے ایسے شخص کی نسبت پوچھا

---

[۱] صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۳۱، سنن نسائی جلد ۱ ص ۱۲۵۔

[۲] صحیح مسلم [۳] جامع ترمذی۔ باب ما جاء فیمن سمع النداء فلا یجیب۔

گیا۔ جو دن کو روزہ رکھتا ہے، رات کو قیام کرتا ہو اور جمعہ اور جماعت میں حاضر نہ ہوتا ہو! آپ نے فرمایا وہ آگ میں ہے۔ یعنی جہنم میں جائے گا۔

نماز باجماعت کے اندر اللہ تعالیٰ نے بہت سی نازک حکمتیں اور مصلحتیں رکھی ہیں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں۔

ان فوائد اور حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ جب بہت سے مسلمان اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اُمید کا دامن تھامے ہوئے خوف سے بھرے ہوئے سر تسلیم خم کیے ہوئے جمع ہوتے ہیں۔ تو اُن کے اس اجتماع کی وجہ سے برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ رحمتیں اُترتی ہیں اور ان کو اپنے سائے میں لے لیتی ہیں۔ استسقاء کی اجتماعی دعا، جمعہ و جماعت اور حج کے اجتماعات کا راز یہی ہے[1]

نماز باجماعت کے ساتھ ساتھ صفوں کی درستگی بھی لازمی ہے۔ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سووا صفوفکم فان تسویة الصفوف من اقامة الصلوٰة[2]

اپنی صفوں کو برابر کرو، اس لیے کہ صفوں کی برابری اقامتِ صلوٰۃ میں داخل ہے۔

نماز اور مسجد کا اسلامی انفرادی و اجتماعی زندگی کی تعمیر میں جو حصّہ ہے، اس کو حضرت علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) نے بڑے اچھے پیرائے میں بیان فرمایا ہے۔ علامہ مرحوم لکھتے ہیں۔

ان تمام امور کو سامنے رکھنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نماز اسلام

[1] حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ ص ۲۰
[2] بخاری و مسلم

کا اوّلین شعار اس کے مذہبی و اجتماعی و تمدنی و سیاسی و اخلاقی مقاصد کی آئینہ دار ہے۔ اس کی شیرازہ بندی سے مسلمانوں کا شیرازہ بندھا تھا اور اس کی گرہ کھل جانے سے ان کی نظم و جماعت کی ہر گرہ کھل گئی ہے۔
مسجد مسلمانوں کے ہر قومی اجتماع کا مرکز اور نماز اس مرکزی اجتماع کی ضروری رسم تھی۔ جس طرح آج ہم جلسہ کا افتتاح اس کے نصب العین کے اظہار و تعین کے لیے صدارتی خطبات سے ہوتا ہے۔ اسی طرح جب مسلمان زندہ تھے، ان کے ہر اجتماع کا افتتاح نماز سے ہوتا تھا۔ ان کی ہر چیز اس کے تابع اور اس کے زیر نظر ہوتی تھی۔ ان کی نماز کا گھر ہی ان کا دار الامارۃ تھا، وہی دار الشوریٰ تھا۔ وہی بیت المال تھا۔ وہی صیغۂ جنگ کا دفتر تھا، وہی درس گاہ اور وہی معبد تھا۔
جماعت کی ہر ترقی کی بنیاد، افراد کے باہمی نظم و ارتباط پر ہے اور جماعت کے فائدے کے لیے افراد کا اپنے ہر آرام و عیش اور فائدہ کو قربان کر دینا اور اختلافِ باہمی کو تہ کر کے صرف ایک مرکز پر جمع ہو کر جماعتی رسی کی وحدت میں فنا ہو جانا اس کے حصول کی لازمی شرط ہے۔ اسی کی خاطر کسی ایک کو امام و قائد و سرلشکر مان کر ان کی اطاعت و فرمانبرداری کا عہد کر لینا ضروری ہے۔ اسلام کی نماز انہیں رموز و اسرار کا گنجینہ ہے۔ یہ مسلمانوں کی نظم و جماعت، اطاعت پذیری اور وحدتِ قوت کا سبق دن میں پانچ بار سکھاتی ہے۔ اسی لیے اس کے بغیر مسلمان مسلمان نہیں۔ اور نہ اس کی کوئی اجتماعی وحدت ہے۔ نہ انقیاد امامت ہے، نہ زندگی ہے اور نہ زندگی کا نصب العین ہے۔ اسی بنا پر داعیٔ اسلام علیہ السّلام نے یہ فرما دیا۔

العهد الذی بیننا و بینهم الصلوٰة فمن ترکها فقد کفر

(احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

(ہمارے اور ان کے درمیان جو معاہدہ ہے، وہ نماز ہے، تو جس نے اس کو چھوڑا۔ اس نے کفر کا کام کیا)

نماز کو چھوڑ کر مسلمان صرف قالب بے جان، شراب بے نشہ، اور گُل بے رنگ و بُو ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ اسلامی جماعت کا ایک ایک شعار اور ایک ایک امتیازی خصوصیت اُس سے رخصت ہوتی جاتی ہے۔ اسی لیے نماز اسلام کا اوّلین شعار ہے۔ اور اسی کی زندگی سے اسلام کی زندگی ہے[۱]

نماز میں لوگوں کے مختلف مراتب ہیں

نماز میں لوگوں کے مختلف مراتب ہیں۔ ایک کی نماز کو دوسرے کی نماز پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ سب سے ارفع و اعلیٰ اور خدا کی میزان میں سب سے زیادہ وزنی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی نماز آپ کی نماز کے زیادہ مشابہ اور قریب تھی۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرضِ وفات میں حضرت صدیق اکبرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا[۲]۔ چنانچہ اسی پر عمل ہوا۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی رقمطراز ہیں:

"لوگوں کے درجہ اور مرتبہ کا صحیح اندازہ نماز سے جتنا ہو سکتا ہے اتنا کسی اور چیز مثلاً علم، ذہانت اور کسی علمی خدمت سے نہیں ہو سکتا۔ نماز ہی وہ صحیح پیمانہ ہے جس پر انسان کے دین کا اور اسلام میں اس کے مقام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں جن شخصیتوں کا نام زندۂ جاوید ہے اور جو اپنے ہم عصروں میں بہت ممتاز نظر آتی ہیں۔ ان کو یہ مرتبہ و مقام اور یہ بقاء دوام اسی نماز میں امتیاز و خصوصیت پیدا کرنے اور اس کے درجۂ احسان تک پہنچنے سے حاصل ہوا ہے[۳]"

[۱] سیرۃ النبی طبع ہفتم ۱۹۴۷ء اعظم گڑھ ص ۱۳۹-۱۴۰۔
[۲] صحیح بخاری۔ [۳] ارکانِ اربعہ ص ۱۲۶۔

ملتِ اسلامیہ کی بقاء اقامتِ صلوٰۃ میں ہے

ملتِ اسلامیہ کی بقاء و ترقی اقامتِ صلوٰۃ میں ہے، اور تنزل و اضمحلال اضاعتِ نماز میں ہے۔ نصِ قرآنی اس پر شاہد و عادل ہے کہ نمازوں کی بربادی اقوام و ملل کی بربادی کا بڑا سبب ہے۔ قرآنِ مجید میں ہے:

فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔ (مریم۔ ۵۹)

پھر ان کے بعد (بعض) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا۔ اور (نفسانی ناجائز) خواہشوں کی پیروی کی سو یہ لوگ (عنقریب) خرابی دیکھیں گے۔

اب ضروری ہے کہ اُمتِ اسلامیہ جس کی اکثریت نے اس بڑے فریضہ کو بھلا دیا ہے انہیں پھر مساجد کی طرف لایا جاسکے تاکہ ان کی گرتی ہوئی ساکھ دوبارہ بحال ہوجائے۔ اگر اُمتِ اسلامیہ نے اس طرف دھیان نہ دیا۔ تو پھر سوائے ذلالت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ جس نے ذکر سے روگردانی کی، اس کا انجام اچھا نہیں ہے

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

معذرت ——— (شمارہ ماہ ستمبر ۱۹۹۰ء)

مضمون انکارِ شریعت کے مضمرات کے ساتھ صاحبِ مضمون کا نام محمد اکرم طاہر چھپنا چاہیئے تھا، غلطی سے محمد اسلم طاہر چھپ گیا ہے۔ ہم جناب محمد اکرم طاہر صاحب سے معذرت خواہ ہیں۔ قارئین اپنے اپنے رسالوں میں نام کی درستی کر لیں۔ (ادارہ)